# تدوین فتاویٰ عہد بہ عہد

مولانا قاضی اطہر مبارک پوری

عربی زبان ولغت کے بہت سے الفاظ اسلامی دور میں اپنے قدیم اور اصلی معنی ومفہوم کے بجائے اسلامی مفہوم ومعنی میں استعمال کئے جانے لگے اور ان کی حیثیت اسلامی اصطلاح کی ہوگئی۔ صلوٰۃ، صیام، زکوٰۃ، حج وغیرہ اس قبیل سے ہیں، اسی طرح لفظ ''فتـی'' اپنے قدیم معنی میں (باب سمع سے) نوجوانی، کریم النفس اور نجابت وسخاوت کے معنی میں تھا، مگر اسلام میں دینی معلومات حاصل کرنے کرانے کے لئے بولا جانے لگا، ''استفتاء'' سوال کرنے اور ''افتاء'' جواب دینے کے لئے بطور اصطلاح کے مستعمل ہوا۔ قرآن کریم کی ایک آیت میں یہ دونوں الفاظ آئے ہیں:

﴿یستفتونك فی النساء قل الله یفتیکم فی الکلالة﴾

''لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں (استفتاء کرتے ہیں) آپ فرمادیں کہ اللہ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔'' (فتویٰ دیتا ہے)...... (سورہ نساء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع بہ موقع یہ دونوں الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ (اپنے دل سے فتویٰ معلوم کرو)، (اگرچہ کوئی شخص اور لوگ تم کو فتویٰ دیں) وغیرہ۔

دینی امور میں استفتاء اور سوال کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾...... ''تم لوگ اہل علم سے پوچھو، اگر تم نہیں جانتے ہو۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی دینی امر میں شک کرے تو اس کے بارے میں مجھ سے سوال کرلے۔ البتہ غیر ضروری اور بے جا سوال کرنے سے شدت سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ جنگ وجدال اور تباہی کا باعث ہے۔''

**فتویٰ اور خیر القرون:**.......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الفقہاء والمفتین تھے، آپ کی ذات اقدس فقہ وفتاویٰ میں مرجع تھی، نیز خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہ فتویٰ دیا کرتے تھے، ان کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو لوگ کتاب وسنت کے ممتاز عالم تھے اور قراء کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے، وہ بھی بوقت ضرورت یہ خدمت انجام دیتے تھے، خاص طور سے یہ سات حضرات مشہور تھے: حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ امام ابن قیم کا قول ہے کہ ان حضرات میں سے ہر ایک کے فتاویٰ علیحدہ علیحدہ ضخیم جلدوں میں جمع کئے جاسکتے ہیں۔

ان سات اہل فقہ وفتویٰ سے تین حضرات کے تلامذہ واصحاب نے ان کے فقہی مسلک کی نشر واشاعت کی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے مکہ مکرمہ میں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ نے کوفہ میں اپنے اپنے شیخ کے فقہ وفتویٰ کو عام کیا۔ (تفصیل کے لئے یوسف بن عبدالبر اندلسیؒ کی کتاب جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶۱، ۶۲ اور ابن قیمؒ کی کتاب اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۸ تا ۲۲ ملاحظہ ہو)۔

امام الفقہاء والمحدثین حضرت علی بن عبداللہ متوفی ۲۳۴ھ نے اس کی تفصیل اپنی کتاب میں یوں بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک فقہ وفتویٰ کے حامل تین حضرات تھے: عبداللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ اور عبداللہ ابن عباسؓ، ان ہی تینوں حضرات کے اصحاب وتلامذہ ان کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت اور فتویٰ پر یہ چھ حضرات عمل کرتے تھے:

علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، مسروق بن اجدع، عبید سلمانی، حارث ابن قیس، عمرو بن شرحبیل رحمہم اللہ اور ان جملہ حضرات کے تلامذہ ابراہیم نخعی، اعمش، ابو اسحاق سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید القطان رحمہم اللہ نے اپنے اپنے شیخ کے مسلک کے مطابق فقہ وفتویٰ کی خدمت انجام دی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مسلک پر یہ حضرات فتویٰ دیتے تھے: عطاء بن ابی رباح، طاؤس بن کیسان، مجاہد بن جبیر، جابر بن زید، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، سعید بن جبیر، عمرو بن دینار، ابن جریج، سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فقہی مسلک پر فتویٰ دینے والے یہ بارہ حضرات تھے: سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قبیصہ بن زریب، خارجہ بن زید بن ثابت، سلیمان بن یسار، ابان بن عثمان بن عفان، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، سالم بن عبداللہ بن عمر، ابوبکر بن عبدالرحمان، طلحہ بن عبداللہ بن عوف، نافع بن جبیر بن مطعم رحمہم اللہ، یہ سب حضرات مدینہ منورہ کے اصحاب فقہ وفتویٰ تھے، ان کے بعد امام محمد بن شہاب زہری اس مسلک کے سب سے بڑے عالم تھے، ان کے بعد امام مالک اور ان کے بعد عبدالرحمان بن مہدی اس کے

امین وترجمان تھے۔

مذکورہ بالا فقہاء میں سے فقہاءِ سبعہ فتویٰ میں حجت کا درجہ رکھتے تھے اور حوادث ونوازل میں جب تک یہ حضرات متفقہ فتویٰ صادر نہیں کرتے تھے، ان کے بارے میں مدینہ کے قاضی اپنا فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے، ایک شاعر نے ان کے نام یوں جمع کئے ہیں:

إذا قيل من في العلم سبعة أبحر روايتهم ليست عن العلم خارجة

فقل هم عبيدالله، عروة، قاسم سعيد ،أبوبكر ،سليمان، خارجة

مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور کوفہ کے اصحاب فقہ وفتویٰ کا یہ مختصر سا جائزہ ہے۔ (تفصیل کے لئے امام علی مدینی کی کتاب علل الحدیث ومعرفۃ الرجال ص ۴۲ تا ۵۱ اور امام ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین ج ۱ ص ۹ تا ۲۴ ملاحظہ ہو)۔

اسی طرح بصرہ، شام، مصر، یمن، بغداد اور دوسرے اسلامی بلاد وامصار میں اصحابِ فقہ وفتویٰ اپنے اپنے شیوخ و اساتذہ کے مسلک کے مطابق کتاب وسنت اور سنن ماضیہ کی روشنی میں فتویٰ کی خدمت انجام دیتے تھے۔

فتاویٰ کے جمع وتالیف کا سلسلہ کسی نہ کسی حد تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں شروع ہو گیا تھا، متعدد صحابہ نے آپ کی حیات میں احادیث کے صحیفے اور مجموعے لکھے، ان میں آپ کے احکام، امر ا، نواہی، مرضیات بھی تھے، جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا، یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوال (استفتاء) کے جواب میں جو باتیں بیان فرمائیں، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ ہیں، بلکہ احادیث کا ذخیرہ زیادہ تر فتاویٰ نبویہ پر مشتمل ہے۔

**فتویٰ اور تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ:**......اس کے بعد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے قضایا وفتاویٰ ان کے تلامذہ منتسبین نے اپنے صحیفوں اور مجموعوں میں درج کئے، جن میں احادیث رسول کے ساتھ فتاویٰ اور قضایا بھی تھے، اس دور تک کے نوشتوں کا یہی حال تھا، پہلی صدی کے خاتمہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (متوفی ۱۰۱ھ) نے احادیث اور سنن ماضیہ کے جمع وتدوین کی طرف خاص توجہ فرمائی اور تمام امراء وعمال کو لکھ کر اس کی تاکید کی، مدینہ منورہ کے امام محمد بن شہاب زہری (متوفی ۱۲۴ھ) کو اس کا ذمہ دار مقرر کیا، انہوں نے بوجہ احسن یہ خدمت انجام دی، اسی لئے کہا گیا ہے کہ علم اور حدیث کو سب سے پہلے امام زہری نے مدون کیا ہے، اس دور کی مدوّنات میں احادیث رسول کے ساتھ صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ بھی درج تھے، اس طرح پہلی صدی میں احادیث وآثار اور فتاویٰ غیر مرتب شکل میں جمع ہو گئے تھے۔

اس کے بعد دوسری صدی کے وسط تک عالم اسلام کے ہر مرکزی شہر میں ائمہ فقہ وفتویٰ اور محدثین نے کتابیں فقہی ترتیب پر لکھیں، مکہ مکرمہ میں ابن جریجؒ (متوفی ۱۵۰ھ) مدینہ منورہ میں محمد بن اسحاقؒ (متوفی ۱۵۱) یا امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) بصرہ میں ربیع (متوفی ۱۶۰ھ) یا سعید بن ابی عروبہ (متوفی ۱۵۶ھ) یا حماد بن سلمہ (متوفی ۱۷۶ھ) کوفہ میں

سفیان ثوری متوفی (۱۶۱ھ) شام میں عبدالرحمان اوزاعی (متوفی ۱۵۶ھ) واسط میں ہشیم بن بشیر (متوفی ۱۸۸ھ) یمن میں معمر بن راشد (متوفی ۱۵۳ھ) رے میں جریر بن عبدالحمید (متوفی ۱۸۸ھ) خراسان میں عبداللہ ابن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) رحمہم اللہ نے اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کتابیں لکھیں، جن میں احادیث وآثار اور صحابہ وتابعین کے قضایا وفتاویٰ بھی درج تھے۔

اس کے بعد تیسری صدی میں احادیث رسول اور صحابہ وتابعین کے فتاویٰ پر علیحدہ علیحدہ مستقل تصانیف کی ابتداء ہوئی اور فتاویٰ گویا فقہ کی صنف کے طور پر جمع کیے گئے، ہمارے علم میں اس سلسلے میں نہایت مفید اور ضخیم کتاب اندلس کے امام بقی بن مخلد قرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کی، احمد بن یحییٰ ضبی اندلسی نے ان کی تصانیف کے ذکر میں لکھا ہے:

"ان کی تصانیف میں صحابہ وتابعین وغیرہ کے فتاویٰ میں کتاب "المصنف" ہے، جس میں وہ مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق ابن ہمام اور مصنف سعید بن منصور وغیرہ سے بہت آگے ہیں اور اس میں بہت زیادہ علم جمع کیا ہے۔" (بغیة الملتمس ص۲۳۰ طبع میڈرڈ)

امام بقی بن مخلد کی اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور ان کے تذکرہ نگاروں نے اس کا ذکر خاص طور سے کیا ہے، شمس الدین داؤدی مصری نے لکھا ہے:

"صحابہ وتابعین وغیرہ کے فتاویٰ میں ان کی تالیفات ہیں، جن میں وہ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ سے بہت آگے ہیں۔" (طبقات المفسرین: ص۱۱۷)

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ ہمارے زمانے میں ضخیم جلدوں میں چھپ گئی ہیں، جن میں احادیث کے ساتھ فتاویٰ بھی ہیں، مگر بقی بن مخلد کی کتاب ان کے مقابلے میں صحابہ وتابعین وغیرہم کے فتاویٰ کا دائرۃ المعارف کا حکم رکھتی ہے، اس دور میں صحابہ تابعین کے فتاویٰ دوسرے علماء نے بھی جمع کیے، خلیفہ مامون کے پڑپوتے امام ابوبکر محمد بن موسیٰ (متوفی سن ۵ھ) نے حضرت عبداللہ بن عباس کے فتاوے بیس جلدوں میں جمع کیے۔ علامہ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے:

"مامون کی اولاد میں شافعی فقیہ ومحدث محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن مامون ہیں، ان کا انتقال مصر میں ہوا اور ان کی مختلف تصنیفات ہیں، ان میں سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی فقہ میں کتاب ہے جس کو فقہی ابواب پر تقسیم کرکے بیس جلدوں میں لکھا ہے۔" (جمرۃ انساب العرب ص۲۴)

امام ابن قیم نے ابن حزم کے حوالے سے یوں کہا ہے:

"ابوبکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن امیر المومنین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کو بیس جلدوں میں

جمع کیا ہے، یہ ابوبکر علم دین اور حدیث میں ائمہ اسلام میں سے ہیں۔" (اعلام الموقعین: ۱/۹)

اور امام محمد بن نوح عجلی (متوفی ۲۱۸ھ) نے امام ابن شہاب زہریؒ کے فتاوے فقہی ابواب پر تین ضخیم جلدوں میں مرتب کیئے، ابن قیم کا بیان ہے:

"محمد بن نوح نے امام زہری کے فتاوے کو تین ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے۔" (اعلام الموقعین: ۱/۱۸)

امام محمد بن نوح عجلی خلق القرآن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ساتھ قید کر کے خلیفہ مامون کے پاس مقام رقہ میں بھیجے گئے، مگر راستہ ہی میں ان کا انتقال عین جوانی میں ہو گیا اور امام احمد نے ان کی تجہیز و تکفین فرمائی۔

مشہور امام لغت و ادب احمد بن فارسی (متوفی ۳۹۵ھ) کی تصانیف میں ایک کتاب "فتاویٰ فقیہ العرب" ہے، یہ معلوم نہ ہو سکا کہ فقیہ العرب کس بزرگ کا لقب ہے، فتویٰ نویسی نے اس دور میں اور اس کے بعد کافی ترقی کی اور ائمہ فقہ و حدیث کے فتاوے ان کے تلامذہ اور منتسبین نے جمع کیئے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے اقوال و آراء اور فتاویٰ کے لکھنے کے سخت مخالف تھے، مگر ان کے شاگرد حبیش بن سندی نے دو جلدوں میں ان کے نادر فتاویٰ اور مسائل جمع کیئے، ابوبکر خلال (احمد بن محمد بن ہارون) متوفی ۳۲۱ھ نے پوری زندگی امام احمد رحمہ اللہ کے مسلک کے جمع و ترتیب میں بسر کی اور اپنی کتاب "الجامع" تقریباً بیس جلدوں میں لکھی، اسی طرح دوسرے اہل علم اور اہل فقہ و فتویٰ کے فتاویٰ مدون و مرتب ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ فقہاء و محدثین نے اپنے فتاوے خود مرتب کیئے اور اس کا رواج عام ہوا۔

امام بغوی (ابومحمد حسین بن مسعود شافعی) متوفی ۵۱۶ھ نے اپنے فتاویٰ خود جمع کیئے اور ان کی زندگی ہی میں قاضی حسین نے ان سے مزید فتاویٰ حاصل کر کے اس پر تعلیق کی، یہ کتاب اہل علم میں بہت مشہور تھی۔

(طبقات المفسرین: ج۱ص ۱۵۸)

سلطان العلماء ابومحمد عزیز الدین بن عبدالعزیز سلمی (متوفی ۶۶۰ھ) نے اپنے فتاویٰ مرتب کیئے، ان کی تصانیف میں "کتاب الفتاویٰ المجموعہ" اور "الفتاویٰ الموصلیہ" کے نام ہیں، امام تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے دو جلدوں میں اپنے فتاویٰ لکھے، جن میں ان کے بہت سے چھوٹے چھوٹے رسالے شامل تھے، جو خاص استفتاء کے جواب میں لکھے گئے تھے، امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے "الحاوی للفتاویٰ" کے نام سے اپنے فتاویٰ کتابی شکل میں جمع کیئے، ان میں بھی ان کے رسائل و کتب ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں چھپ گئی ہے، کل صفحات ساڑھے گیارہ سو کے قریب ہیں۔

تاتاری غارت گری کے بعد علمائے اسلام نے علم دین کے احیاء و تجدید کی مہم شروع کی اور حدیث، فقہ، رجال، تاریخ، طبقات اور دوسرے علوم میں بے شمار کتابیں تصنیف کیں، اس زمانہ میں بہت سے صاحب تصانیف کثیرہ علماء و

محدثین پیدا ہوئے، جنہوں نے فتاویٰ کے جمع وتالیف کی شاندار خدمات انجام دیں اور شام، مصر، خراسان اور ماوراء النہر کے فقہاء نے خاص طور پر فقہ وفتویٰ میں کتابیں لکھیں، کتابوں کے شروح وحواشی لکھے، کشف الظنون اور ہدیۃ العارفین وغیرہ سے ان کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔

**فتویٰ اور ارض ہند:**...... ہندوستان میں فتاویٰ کی تدوین وتالیف کی ابتداء کب ہوئی؟ اس کی تعین نہیں ہوسکی، یہاں کا ابتدائی چارسو سالہ اسلامی دور عرب حکمرانوں کا تھا اور یہاں کے اہل علم کے تصنیفی وتدریسی کارناموں کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے، اس کے بعد غزنوی اور غوری دور میں علماء ومشائخ کی کثرت ہوئی اور ان کے دور میں فقہ اور معقولات کا زور رہا، ہمارے علم میں فتاویٰ نویسی کا سلسلہ خلجی دور سلطنت میں شروع ہوا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی (متوفی ۶۹۶ھ) کے دور میں دو عظیم فتاویٰ مدون ہوئے، ایک کتاب سلطان موصوف کے حکم سے ملا محمد عطاری نے ''فوائد فیروز شاہی'' کے نام سے فارسی زبان میں لکھی اور دوسری کتاب مولانا عالم بن علاء اندرپتی دہلوی نے عربی زبان میں ''زاد السفر'' کے نام سے تصنیف کی، سلطان کی خواہش تھی کہ یہ کتاب بھی اس کے نام سے منسوب ہو، مگر امیر تاتارخان سے خصوصی تعلق کی بناء پر مولانا نے اسی کے نام پر معنون کیا اور ''فتاویٰ تاتارخانیہ'' کے نام سے مشہور ہوئی، جو فقہ حنفی کی عظیم کتاب ہے، حکومت ہند کے زیر اہتمام اس کی طباعت ہورہی تھی اور تین ضخیم جلدیں شائع ہوئیں، غالباً پوری کتاب آٹھ جلدوں میں مکمل ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کی طباعت واشاعت کا سامان مہیا کردے۔

اس کے بعد بہت سے فتاویٰ فارسی اور عربی میں لکھے گئے، ''مجموعہ خانی'' امیر الغ قتلغ بہرام خان کے مولانا کمال الدین بن عبدالکریم ناگوری نے لکھی، ''خزانۃ الروایات'' قاضی جگنی گجراتی نے تصنیف کی، مفتی ابوالفتح رکن الدین بن حساب الدین ناگوری نے ''فتاویٰ حمادیہ'' کے نام سے کتاب لکھی، قاضی ضیاء الدین عمر سنامی نے ''الفتاویٰ الضیائیہ'' کے نام سے اپنے فتاویٰ مرتب کئے اور قاضی نظام الدین گیلانی جونپوری نے سلطان ابراہیم شاہ شرقی والیٔ جونپور کے نام سے ''فتاویٰ ابراہیم شاہی'' لکھی، جس کو چلپی نے کشف الظنون میں فتاویٰ قاضی خان کے مانند کتاب کبیر من أفخر الکتب لکھا اور یہ کہ مصنف نے ایک سو ساٹھ کتابوں سے اس کو جمع کیا ہے۔

ان کے علاوہ یہاں کے اصحاب فقہ وفتویٰ اور مشائخ نے بہت سی کتابیں فتاویٰ پر لکھیں، یہاں مثال کے طور پر چند کتابوں کی نشاندہی کردی گئی ہے، اس سلسلے میں سب سے عظیم خدمت سلطان محمد اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۸ھ) نے انجام دی ہے، سلطان موصوف نے اوائل سلطنت میں مولانا نظام الدین برہان پوری کی زیر نگرانی ان چار حنفی علماء وفقہاء کو جمع کرکے فتاویٰ عالمگیر کو مرتب کرایا: قاضی محمد حسین جون پوری، شیخ حامد جونپوری، سید علی اکبر حسینی اسعد اللہ خاں اور مفتی محمد اکرم لاہوری، نیز ان علماء وفقہاء کے تعاون کے لئے تقریباً بیس اہل علم مقرر کئے گئے، یہی فتاویٰ عالمگیری عرب ممالک اور عالم اسلام میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ومقبول اور

متداول ہے اور موجودہ دور میں اسلامی تحریکات ورجال کے نزدیک اسلامی قوانین کے سلسلے میں فتاویٰ ہندیہ کی افادیت واہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

**اردو میں فتویٰ کی تاریخ:**......اردو زبان میں سب سے پہلے کس نے فتاوے جمع کیے؟ اس کی تعین نہیں ہوسکی، گزشتہ صدی تک فارسی زبان کا عام چلن تھا اور علماء عام طور سے اسی زبان میں کتابیں لکھتے تھے، اردو میں مذہبی کتابیں لکھنے کا سلسلہ حضرت شاہ عبدالقادرؒ، حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمہ قرآن مجید اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ وغیرہ کی تصانیف سے شروع ہوا، اسی دور میں مولانا خرم علی بلہوری نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الدرالمختار'' کا اردو میں ترجمہ ''غایۃ الاوطار'' کے نام سے شروع کیا، مگر اس کی تکمیل سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا، نیز انہوں نے ''مشارق الانوار'' کا ترجمہ اور شرح اردو میں لکھی۔ ''نصیحۃ المسلمین'' ان کی مشہور کتاب ہے۔

مگر ان حضرات سے بہت پہلے اردو میں بعض تصانیف ملتی ہیں، جو خالص فقہ وفتویٰ کے موضوع پر ہیں، راقم کے کتب خانہ میں ''فقہ المبین'' کے نام سے اردو میں منظوم ۶۴ صفحہ کا ایک رسالہ ہے، پہلا ورق غائب ہے، اس لئے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوسکا، یہ رسالہ ۲۳۴ سال پہلے ۱۱۸۲ھ میں لکھا گیا ہے، جیسا کہ مصنف نے کتاب کے خاتمہ پر لکھا ہے:

یقیں فقہ المبین کوں کرلی مختوم بحق دین پناہ و آل معصوم
صد وہشتاد دو الف ہجرت بتاریخ مبارک گشت تمت
گیارہ سو برس اسی اوپر دو سنہ ہجری سین کٹی تھی جب بنایو

کتاب کے عنوانات فارسی میں ہیں اور مسائل اردو نظم میں ہیں، نمونہ ملاحظہ ہو:

**درمیان فرائض غسل گوید**

فرائض غسل کے سب تین ہیں مان اگر باور نہیں تو دیکھ تبیان
اول لے منہ میں پانی غرغرہ کر پچھیں لے ناک میں پانی برادر
سیوم پانی بہانا سب بدن پر فرائض غسل کے کر دل میں ازبر

مصنف نے اس کتاب میں اپنے زمانہ کی بدعات وخرافات کا نہایت شدت سے رد کیا ہے، ''فقہ المبین'' کو مقبولیت حاصل ہوئی اور لوگوں نے اس کو نقل کیا اور پڑھا۔ پیش نظر نسخہ ۱۵ شوال ۱۲۲۴ھ میں لکھا گیا ہے، عجب کیا ہے کہ یہ فقہ وفتویٰ میں اردو زبان میں پہلی کتاب ہو۔

☆......☆......☆